آیاتہا ۱۱ — سورۃ العٰدیٰت مکیۃ ۱۰۰ — رکوعہا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَ الۡعٰدِیٰتِ ضَبۡحًا ۙ﴿۱﴾ فَالۡمُوۡرِیٰتِ قَدۡحًا ۙ﴿۲﴾ فَالۡمُغِیۡرٰتِ صُبۡحًا ۙ﴿۳﴾
فَاَثَرۡنَ بِہٖ نَقۡعًا ۙ﴿۴﴾ فَوَسَطۡنَ بِہٖ جَمۡعًا ۙ﴿۵﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لِرَبِّہٖ لَکَنُوۡدٌ ۚ﴿۶﴾ وَ
اِنَّہٗ عَلٰی ذٰلِکَ لَشَہِیۡدٌ ۚ﴿۷﴾ وَ اِنَّہٗ لِحُبِّ الۡخَیۡرِ لَشَدِیۡدٌ ؕ﴿۸﴾ اَفَلَا یَعۡلَمُ اِذَا
بُعۡثِرَ مَا فِی الۡقُبُوۡرِ ۙ﴿۹﴾ وَ حُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوۡرِ ۙ﴿۱۰﴾ اِنَّ رَبَّہُمۡ بِہِمۡ
یَوۡمَئِذٍ لَّخَبِیۡرٌ ﴿۱۱﴾

’’قسم ہے تیز دوڑنے والے گھوڑوں کی جب وہ سینہ سے آواز نکالتے ہیں۔ پھر پتھروں سے آگ نکالتے ہیں سم مار کر۔ پھر اچانک حملہ کرتے ہیں صبح کے وقت۔ پھر اس سے گردوغبار اڑاتے ہیں۔ پھر اس وقت (دشمن کے) لشکر میں گھس جاتے ہیں۔ بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکر گزار ہے۔ اور وہ اس پر (خود) گواہ ہے۔ اور بلاشبہ وہ مال کی محبت میں بڑا سخت ہے۔ کیا وہ اس وقت کو نہیں جانتا جب نکال لیا جائے گا جو کچھ قبروں میں ہے۔ اور ظاہر کر دیا جائے گا جو سینوں میں (پوشیدہ) ہے۔ یقیناً ان کا رب ان سے اس روز خوب باخبر ہوگا‘‘۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ وَالۡعٰدِیٰتِ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابوعبید رحمہ اللہ نے فضائل میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِذَا زُلۡزِلَتۡ نصف قرآن کے برابر ہے۔ اور وَالۡعٰدِیٰتِ بھی نصف قرآن کے مساوی ہے۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِذَا زُلۡزِلَتۡ نصف قرآن کے برابر ہے۔ وَالۡعٰدِیٰتِ بھی نصف قرآن کے برابر ہے۔ قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ تہائی قرآن کے برابر ہے۔ اور قُلۡ یٰۤاَیُّہَا الۡکٰفِرُوۡنَ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔

امام بزار، ابن منذر، ابن ابی حاتم، دارقطنی نے الافراد میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھڑ سواروں کو بھیجا۔ انہوں نے مہینہ گزار دیا۔ ان کے بارے کوئی خبر موصول نہ ہوئی۔ تو یہ سورت نازل ہوئی وَالۡعٰدِیٰتِ ضَبۡحًا قسم ہے تیز دوڑنے والے گھوڑوں کی جنہوں نے اپنے پاؤں سے آواز نکالی۔ اور ابن مردویہ کے الفاظ میں ہے جنہوں نے اپنے نتھوں سے آواز نکالی۔ فَالۡمُغِیۡرٰتِ صُبۡحًا جنہوں نے قوم پر صبح کے وقت حملہ کیا۔ فَاَثَرۡنَ بِہٖ نَقۡعًا پھر اپنے کھروں کے ساتھ گردوغبار اڑایا۔ فَوَسَطۡنَ بِہٖ جَمۡعًا اور انہوں نے قوم (دشمن) کے ساتھ

marfat.com

Marfat.com

اکٹھی صبح کی (یعنی ان میں گھس گئے)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دشمن کی طرف ایک دستہ بھیجا اور اس کی واپسی کی اطلاع میں دیر ہوگئی۔ تو آپ ﷺ پر یہ شاق گزرا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی خبر آپ ﷺ کو پہنچائی اور جو ان کے معاملات تھے ان سے آگاہ کیا اور فرمایا: وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا فرمایا: الْعٰدِيٰتِ سے مراد گھوڑے ہیں۔ اور ضَبْحًا سے مراد گھوڑے کے خراٹے لینے کی آواز ہے (یعنی وہ آواز جو وہ سینے سے نکالتا ہے) فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا فرمایا: جس وقت گھوڑے چلتے ہیں تو اپنے سموں کو پتھروں کے ساتھ مار کر آگ روشن کرتے ہیں۔ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا فرمایا: یہ وہ گھوڑے ہیں جنہوں نے صبح کے وقت دشمن پر حملہ کیا ہے۔ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا فرمایا: یہ وہ گھوڑے ہیں جنہوں نے اپنے کھروں کے ساتھ گرد و غبار اڑایا ہے۔ یعنی گھوڑے تیز دوڑتے ہیں اور النقع کا معنی غبار ہے۔ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا فرمایا: اس میں جَمْعًا سے مراد دشمن ہے (یعنی پھر وہ اس وقت دشمن کے لشکر میں گھس جاتے ہیں)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے اور حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے الْعٰدِيٰتِ کی شان میں باہم گفتگو کی۔ تو انہوں نے کہا: کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ میدان جنگ کے گھوڑے ہیں اور ان کی آواز اس وقت نکلتی ہے جب انہیں تیار کر کے ان کی لگامیں (آگے بڑھنے کے لیے) ڈھیلی چھوڑ دی جاتی ہیں۔ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا فرمایا: انہوں نے مشرکین کو ان کے مکر و فریب دکھائے۔ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا فرمایا: جب کہ وہ صبح کے وقت دشمن پر حملہ آور ہوں۔ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا فرمایا: جب کہ وہ دشمنوں کے اندر گھس جائیں۔ ابو صالح نے کہا: میں نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ صفات حج کے اونٹوں کی ہیں اور میرا آقا تمہارے آقا سے بڑھ کر عالم تھا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے المصاحف میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے اس اثناء میں کہ میں حجر میں بیٹھا ہوا تھا کہ میرے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا کے بارے سوال کیا۔ تو میں نے کہا کہ گھوڑے (گھڑ سوار) جس وقت اللہ تعالیٰ کے راستے میں حملہ آور ہوتے ہیں۔ پھر وہ رات کے وقت پناہ لیتے ہیں تو وہ اپنے لیے کھانے کا اہتمام کرتے ہیں اور اپنے لیے آگ روشن کرتے ہیں۔ تو وہ مجھ سے دور ہٹ گیا اور میرے پاس سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس اٹھ کر چلا گیا۔ اس وقت آپ بئر زمزم کے قریب تشریف فرما تھے۔ اور وہاں آپ سے وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: کیا تو نے مجھ سے پہلے بھی اس کے بارے کسی سے پوچھا ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں میں نے اس کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد گھوڑے ہیں جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں حملہ آور ہوتے ہیں۔ تو آپ نے اسے فرمایا: جاؤ اور انہیں میرے پاس بلا لاؤ۔ پس جب میں آپ کے قریب جا کر کھڑا ہوا۔ تو آپ نے فرمایا: تو لوگوں کو ایسی شے کے بارے فتویٰ دیتا ہے جس کا تجھے علم نہیں ہے۔ ایک گھوڑا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور ایک حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ تو وہ الْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا کیسے ہو سکتے ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

بلاشبہ وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا تیز چال) عرفات سے مزدلفہ تک ہے۔ اور جب وہ مزدلفہ میں پہنچے تو انہوں نے آگ روشن کی۔ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا اور وہ صبح کے وقت مزدلفہ سے منیٰ کی طرف جاتا ہے۔ پس وہی جمع ہے۔ اور رہا یہ ارشاد فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا تو اس سے مراد زمین کا غبار ہے جو اس وقت اڑتا ہے جب وہ اپنے پاؤں اور کھروں کے ساتھ زمین کو روندتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تو میں نے اپنے قول کو چھوڑ دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت اعمش کی سند سے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ بن عبداللہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے: وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝ فرمایا: اس سے مراد اونٹ ہیں۔ ابراہیم نے کہا: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اونٹوں کی صفات ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ گھوڑوں کی صفات ہیں۔ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کا علم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہوا۔ تو آپ نے فرمایا: غزوہ بدر کے دن ہمارے پاس گھوڑے نہیں تھے۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بلاشبہ یہ ان گھوڑوں کی صفات ہیں جو ایک سریہ میں بھیجے گئے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عامر رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مابین وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝ کے بارے اختلاف ہو گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: مراد گھوڑے ہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن فلانہ! تو نے جھوٹ کہا ہے، قسم بخدا! غزوۂ بدر کے دن حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے سوا ہمارے ساتھ کوئی گھڑ سوار نہ تھا۔ وہ چتکبرے گھوڑے پر سوار تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: ان سے مراد اونٹ ہیں۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تو دیکھتا نہیں کہ وہ گرد و غبار اڑاتے ہیں۔ پس وہ ہر شے کو اپنے کھروں کے ساتھ اڑاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے کہ وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝ فرمایا: مراد گھوڑے ہیں۔ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا فرمایا: مراد وہ آدمی ہے جب وہ چقماق کو جلائے۔ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا فرمایا: وہ گھوڑے جو صبح کے وقت دشمن پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا فرمایا: نَقْعًا سے مراد مٹی، گرد و غبار ہے۔ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا فرمایا: جَمْعًا سے مراد دشمن کا لشکر ہے۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ فرمایا: بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکر گزار ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: قسم ہے جنگ میں تیز دوڑنے والے گھوڑوں کی جب کہ وہ سینے سے آواز نکالتے ہیں اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے حج کے دوران تیز دوڑنے والے گھوڑوں کی۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن دینار کی سند سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 34-330، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 581 (3967)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

حضرت عطاء سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا فرمایا: کتے اور گھوڑے کے سوا چوپاؤں میں سے کوئی بھی سینے سے آواز نہیں نکالتا۔ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا فرمایا: آدمی کا مکر چقماق ہے ۔پس اس نے آگ سلگا دی۔ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا فرمایا: گھوڑوں نے صبح سویرے حملہ کر دیا۔ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا مراد وہ غبار ہے جو گھوڑوں کے سموں کے ساتھ اڑتا ہے۔ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا فرمایا: اور وہ دشمن کے لشکر میں گھس جانے والے ہیں۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ حضرت عبید بن عمیر کہا کرتے تھے کہ یہ اونٹوں کی صفات ہیں۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وَالْعٰدِيٰتِ سے مراد تیز دوڑنے والے گھوڑے ہیں۔ اور ضَبْحًا سے مراد اس کا ہکلا کر آواز نکالنا ہے۔ کیا تو نے دیکھا نہیں کہ گھوڑا جب دوڑتا ہے تو وہ اح اح کی آواز نکالتا ہے اسی کو ضَبْحًا کہتے ہیں۔(2)

ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ضَبْحًا کا معنی گھوڑے کا ہنہنانا اور اونٹ کا سانس نکالنا ہے۔(3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے: وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا فرمایا: یہ قسم ہے ایسے گھوڑوں کی جو تیز دوڑتے ہیں یہاں تک کہ سینے سے آواز نکالنے لگتے ہیں۔ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا فرمایا: اور وہ اپنے سموں کے ساتھ آگ روشن کرتے ہیں۔ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا اور وہ صبح کے وقت حملہ کرتے ہیں۔ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا اور وہ گرد و غبار اڑاتے ہیں۔ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا اور وہ قوم (دشمن) کے لشکر میں گھس جاتے ہیں۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکر گزار ہے۔(4)

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح نقل کیا ہے: وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا فرمایا: یہ تیز دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم ہے کیا تو نے گھوڑے کی طرف دیکھا نہیں کہ جب وہ تیز دوڑتا ہے تو کس طرح آواز نکالتا ہے۔ اونٹ نے کبھی اس طرح کی آواز نہیں نکالی۔ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا فرمایا: اس سے مراد مکر ہے۔ جب کوئی آدمی اپنے ساتھی کے ساتھ مکر و فریب کرنے کا ارادہ کرے تو عرب کہتے ہیں: ''اَمَا وَاللّٰهِ لَاَ قْدَ حَنَّ لَكَ ثُمَّ لَاُ وْرِيَنَّ'' قسم بخدا میں تیرے لیے چقماق لاؤں گا پھر آگ لگا دوں گا۔ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا فرمایا: وہ گھوڑے صبح کے وقت حملہ کرنے والے ہیں۔ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا اور وہ اپنے پاؤں کے ساتھ گرد و غبار اڑانے والے ہیں۔ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا اور وہ دشمن کے لشکر میں گھس جانے والے ہیں۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکر گزار ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح بیان کیا ہے: وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا فرمایا: یہ گھوڑوں کی قسم ہے۔ کیا تو نے گھوڑے کو دیکھا نہیں کہ جب وہ دوڑتا ہے تو وہ اپنے نتھنے سے آواز نکالتا ہے۔ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا فرمایا:

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 452 (3678)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 331، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 330

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 52-451

marfat.com

Marfat.com

اس سے مراد مکر ہے۔ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا فرمایا: وہ گھوڑے صبح کے وقت حملہ کرتے ہیں۔ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا فرمایا: اس میں نَقْعًا سے مراد غبار ہے فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا فرمایا: اس میں جَمْعًا سے مراد مشرکین کا لشکر ہے۔ (یعنی وہ مشرکین کے لشکر میں گھس جاتے ہیں) اور لَكَنُوْدٌ کا معنی بہت زیادہ ناشکرگزار ہونا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا میں مراد مشرکین کا مکر اور دھوکہ ہے کہ جب وہ مکر کرتے تو وہ آگ روشن کرتے تا کہ یہ دکھائی دے کہ وہ بہت زیادہ ہیں۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا: کہ مجھے ارشاد باری تعالیٰ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا کا مفہوم بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا۔ نَقْعًا سے مراد وہ غبار ہے جو گھوڑوں کے سموں کے ساتھ اڑتا ہے۔ تو نافع نے عرض کی: کیا یہ معنی اہل عرب میں معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو نہیں سنا۔ وہ فرماتے ہیں:

عَدَ مَنَا خَيْلَنَا اِنْ لَمْ تَرُوهَا　　تُثِيْرُ النَّقْعَ مَوْعِدُهَا كَدَاءُ

''ہم اپنے گھوڑے گم کر دیں گے اگر تو نے انہیں سیراب نہ کیا۔ غبار اڑنے لگے گا اور ان کا ٹھکانا ویران ہو جائے گا''۔

پھر نافع نے کہا: مجھے اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ کا معنی بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: کنود سے مراد نعمت کی بہت زیادہ ناشکری کرنے والا ہے۔ اور یہ وہ آدمی ہے جو صرف اکیلا کھاتا ہے۔ اپنے ساتھیوں کو روکتا ہے اور اپنے غلام کو بھوکا رکھتا ہے۔ نافع نے عرض کی: کیا اہل عرب میں یہ معنی معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

شَكَرْتُ لَهٗ يَوْمَ الْعُكَاظِ نَوَالَهٗ　　وَلَمْ اَكُ لِلْمَعْرُوْفِ ثُمَّ كَنُوْدَا

''میں نے عکاظ کے دن اس کی عطا کا شکریہ ادا کیا اور میں نہیں ہوں کہ نیکی اور احسان کی پھر ناشکری کرنے لگوں''۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا یہ حج کے دوران تیز چلنے والے اونٹوں کی قسم ہے۔ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا جب سنگریزے ان کے پاؤں کے تلووں کے نیچے آتے ہیں تو وہ سنگریزے ایک دوسرے کے ساتھ ٹکراتے ہیں اور اس طرح ان سے آگ نکلتی ہے۔ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا جس وقت وہ لشکر کے ساتھ (دشمن پر) غلبے کا ارادہ کرتے ہیں تو صبح کے وقت حملہ آور ہوتے ہیں۔ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا فرمایا: تب وہ گرد و غبار اڑانے لگتے ہیں۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا فرمایا: تیز چلنے والے اونٹوں کی قسم فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا اور ان گھوڑوں کی جو پتھروں کے ساتھ سم مار کر آگ نکالتے ہیں۔ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا اور ان کی جو دشمن کے لشکر میں گھس جاتے ہیں۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرگزار ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا فرمایا: مراد وہ آگ ہے (جو مزدلفہ میں) جلائی جاتی ہے۔ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا فرمایا: وہ مزدلفہ سے صبح سویرے (منیٰ کی طرف) لوٹتے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 34-33-32-330، داراحیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

ہیں۔ فَاَثَرۡنَ بِهٖ نَقۡعًا اور وہ بطن وادی میں غبار اڑاتے ہیں۔ فَوَسَطۡنَ بِهٖ جَمۡعًا اور وہ منیٰ کی بھیڑ میں گھس جاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ہم اہل بلد کی زبان میں لَكَنُوۡدٌ سے مراد الکفو د یعنی بہت زیادہ ناشکری کرنے والا ہے۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لَكَنُوۡدٌ کا معنی ناشکر گزار ہے۔

امام عبد بن حمید، بخاری نے الادب میں، حکیم ترمذی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لَكَنُوۡدٌ وہ ہے جو اپنے ساتھیوں کو روکتا ہے، اکیلا کھاتا ہے اور اپنے غلام کو مارتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ، بیہقی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو لَكَنُوۡدٌ کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس سے مراد وہ ناشکر گزار ہے جو اپنے غلام کو مارتا ہے، اپنے دوستوں کو روکتا ہے اور اکیلا کھاتا ہے۔(2)

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت قتادہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوۡدٌ کا مفہوم ہے بے شک انسان اپنے رب کی نعمتوں کا بڑا ناشکر گزار ہے اور اس پر بخیل ہے جو اسے عطا کیا جائے۔ فرمایا: یہ وہ آدمی ہے جو اپنے دوستوں کو روکتا ہے اپنے غلاموں کو بھوکا رکھتا ہے اور اکیلا کھاتا ہے۔ اور جو آفت اور مصیبت اس کی قوم میں آتی ہے وہ کچھ نہیں دیتا۔ فرمایا: کوئی بھی اس وقت تک لَكَنُوۡدٌ نہیں ہوتا جب تک اس میں مذکورہ خصلتیں نہ پائی جائیں۔(3)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ کنود وہ ناشکرا آدمی ہے جو مصائب کو گنتا رہتا ہے اور اپنے رب کی نعمتوں کو بھول جاتا ہے۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے: وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيۡدٌ اور بے شک انسان اس پر خود گواہ ہے۔ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الۡخَيۡرِ لَشَدِيۡدٌ اور بے شک یہ مال کی محبت میں بڑا سخت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيۡدٌ فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيۡدٌ فرمایا: یہ مقادیم کلام میں سے ہے۔ وہ فرمارہا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہے اور بے شک انسان مال کی محبت میں بڑا سخت ہے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 336، (مفہوم) دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 337
3۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 153 (4628)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 336
5۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 339

marfat.com

Marfat.com

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آیت میں الْخَیْرِ سے مراد مال ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ اِنَّهٗ عَلٰی ذٰلِكَ لَشَهِیْدٌ بے شک انسان خود اپنی ذات پر گواہ ہے۔ اَفَلَا یَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْرِ کیا وہ اس وقت کو نہیں جانتا جب انہیں قبروں سے اٹھایا جائے گا۔ وَ حُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْرِ اور اسے ظاہر کر دیا جائے گا جو کچھ سینوں میں (پوشیدہ) ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت بختری بن عبید رحمہ اللہ کی سند سے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا: ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم وَ الْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض فرمالیا۔ پھر وہ دوسری صبح آپ کی طرف لوٹ کر آیا اور عرض کی فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض فرمالیا۔ پھر وہ تیسرے دن لوٹ کر آیا اور کہنے لگا فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مجلس میں پگڑی اور ٹوپی اس کے سر سے اٹھائی تو اس کے سر کو چٹیا پایا۔ اور فرمایا اگر میں تجھے اس حال میں پاتا کہ تو سر مونڈنے والا ہے۔ تو میں اسے ذلیل و رسوا کر دیتا جس میں تیری آنکھیں ہیں۔ اس قول سے اہل مجلس گھبرا گئے۔ انہوں نے عرض کی یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک عنقریب میری امت میں سے کچھ لوگ ہوں گے جو قرآن کا بعض حصہ بعض کے مقابلہ میں پڑھیں گے تاکہ وہ اسے باطل قرار دیں اور وہ متشابہات کی پیروی کریں گے اور یہ گمان کریں گے کہ انہیں اپنے رب کے حکم کا علم ہے۔ ہر دین میں مجوسی ہے اور وہ میری امت کے مجوس اور جہنم کے کتے ہیں۔ گویا کہ وہ کہہ رہے ہیں: وہ قدریہ ہیں۔ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے میزان میں کہا ہے: بختری کو ابو حاتم نے ضعیف قرار دیا ہے اور کئی دوسروں نے اسے معلل قرار دیا ہے۔ ابو نعیم نے کہا ہے کہ بختری نے اپنے باپ سے موضوع روایات نقل کی ہیں۔ واللہ اعلم۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 453 (3681)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com